سفارش کے آداب:اسلامی شریعت کی روشنی

The Etiquette of Recommendation: in Islamic perspective

قاری محمد نعیم خان*

محمد شعیب خان**

ABSTRACT

This research article clarifies the stance of Islamic Sharia with the rationale of observing certain admissible bounds and limitations, in matters which need arbitration, intercession or seeking favorable recommendations of a person or a specific party for achieving desirable ends in routine matters of social adjudication. An exclusive effort is made to ascertain whether seeking someone's recommendations for the desirable resolution of matters in day today social adjudication has any validation through any supportive argument or section of any reference in the Islamic Sharia or not. Moreover, certain bounds and boundaries have been identified to rectify the stance of Islamic Sharia that if limitations are not observed, there would not be any validation for seeking any kind of recommendations. Referring to diverse inferences, the Islamic Sharia clearly states that seeking someone's recommendations or compelling someone to decide matters desirably in mad pursuit of desirable ends, in matters of social arbitration or personal adjudication which the Sharia does not validate in any case, have utterly been declared void and invalidated. Hence it is needed that matters and approaches are to be scrutinized while soliciting someone's unlawful recommendations because such recommendations may be at the personal risk of certain individuals, due to which the personal safety, belongings or personal ego of others may likely be ventured or the basic human and fundamental rights may likely to be infringed. So, any act of seeking such kind of recommendations for the purpose of serving immediate vested interest becomes not only un-Islamic but un-ethical too.

Key words: recommendation, etiquette, Islam, Islamic perspective

سفارش فارسی زبان کا لفظ ہے، یہ اردو میں بھی مستعمل ہے، عربی میں اس کیلئے "شفاعت" کا لفظ اور انگلش میں اس کیلئے "Recommend" اور ہندی میں اسے "سائتا" کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے، جس کا معنی کسی کیلئے سعی، و کوشش

*لیکچرار، شعبہ علوم اسلامیہ و تحقیق، یونیورسٹی آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی، بنوں

**اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ گورنمنٹ ڈگری کالج نمبر2، بنوں

کرنے کے ہے انگلش میں (advise) مشورہ کے معنی میں مستعمل ہوا ہے،اور اصطلاحی معنی آپس میں جرائم اور معافی سے در گزر کرنے کی درخواست ہے۔

سفارش کو قرآن واحادیث سے ثابت کرانا،اور سفارش کے آداب کا تحقیقی جائزہ پیش کیا گیا ہے، جیسا کہ ہر کام کرنے کے آداب ہوا کرتے ہیں اسی طرح سفارش کے بھی آداب ہے،ان آداب کو مد نظر رکھ کر سفارش کرنا چاہیے جیسے: شریعت کو مد نظر رکھ کر سفارش ہونی چاہیے،یعنی غیر اخلاقی غیر شرعی کام کے لیے قطعاً سفارش نہ کی جائے، خصوصاًان امور میں بالکل سفارش نہ کی جائے جس کی وجہ سے لوگوں کی جان ومال، عصمت وعزت کے تحفظ کو خطرہ لاحق ہو یا دوسروں کی حق تلفی کا اندیشہ ہو۔اور سفارش اخلاص کی بنیاد پر ہونی چاہیے نہ کہ احسان جتلانے کیلئے، یاسفارش پر کوئی ذاتی فائدہ جیسے رشوت وغیرہ نہ لی جائے کیونکہ یہ سب آداب سفارش کے بر خلاف ہیں۔

سفارش فارسی زبان کا لفظ ہے، یہ اردو میں بھی مستعمل ہے، عربی میں اس کیلئے "شفاعت "کا لفظ اور انگلش میں اس کیلئے"Recommend"اور ہندی میں اسے "سائتا"کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔

سفارش کی لغوی تحقیق: سفارش (بکسر السین والراء)اس کا مادہ [س،ف،ر،ش] یہ دراصل فارسی زبان کا لفظ ہے۔یہ اسم مونث (سپارون)کا حاصل مصدر ہے بمعنی سپردگی، حوالگی،شفاعت، سہارا۔

ہندی زبان میں اس کیلئے "سائتا"کا لفظ بمعنی مدد کے مستعمل ہے، معنی کسی شخص کو کسی کے سپرد کرنا،ہاتھ میں ہاتھ دینا، بھلائی کا کلمہ کہنا،وسیلہ، تقریب، ساہت[1]۔

سفارش کیلئے عربی زبان میں " شفاعت "کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔شفاعت شین اور عین کے فتحہ کے ساتھ پڑھا جاتا ہے، شفاعت باب فَتَحَ یَفتَحُ سے مصدر بمعنی سفارش کرنا آتا ہے۔[2]

سفارش کرنا: کسی کا کام بنوا دینے کیلئے کسی سے کہنا۔

؎ناصحوں نے اسے دیکھا تو نصیحت کیسی
الٹی کرنے لگے اب سفارش میری[3]

سفارش(شفاعت)کی اصطلاحی تعریفات: فالشفاعة هي التوسط في جلب الخير أو دفع الضر: [4]
پس سفارش نیکی کے حصول اور گناہ کے خاتمے کے لئے ایک واسطہ ہے۔

واصطلاحاً: هي التوسط من وجيه أو من له وجاهه للغير، لجلب منفعة أو دفع مضرة۔[5]

کسی کام یا کسی کے لئے سفارش یا کسی کے لئے عہدہ کا حصول یا منفعت کے حصول یا نقصان کے ازالہ کے لئے وسیلہ بننا ہے۔[6]

علامہ غلام رسول سعیدیؒ نے سفارش کی اصطلاحی تعریف کچھ یوں کی ہے:

''معصیت کبیرہ میں تخفیف عذاب یا بالکلیہ اسقاط عذاب یا صغائر کی معافی یا جب نیکیاں اور برائیاں برابر ہو تو دخول جنت یا درجات کی بلندی کیلئے کوئی مقبول بارگاہ صمدیت اللہ کے حضور اس کی اجازت سے یا اس کی عطاء کردہ وجاہت اور محبوبیت کی بنیاد پر کسی شخص کی شفاعت کرے''۔[7]

لہذا اس سب تعریفات سے معلوم ہوتا ہے، کہ سفارش سے مراد "کسی کمزور طالب حق کے ساتھ اپنی قوت اور اعانت ملا کر اس کو قوی کرنا، بے سہارا اکیلے شخص کے ساتھ خود مل کر اس کو جوڑا بنانا، یا ایسا کمزور آدمی جو اپنی بات کسی بڑے تک رسائی، یا اپنی حاجت صحیح طور پر بیان کرنے پر قادر نہ ہو اس کی بات کو وہاں پہنچانا اس سے مراد سفارش ہے۔

سفارش قرآنِ کریم کی نظر میں:

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنْ لَّهٗ نَصِيْبٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَّكُنْ لَّهٗ كِفْلٌ مِّنْهَا﴾[8]

ترجمہ: ''جو شخص کسی بھلائی کی سفارش کرے گا تو اسکو اس کا حصہ ملے گا اور جو کسی برائی کی سفارش کرے گا تو اس کو اس کا حصہ (گناہ) ملے گا''۔

سفارش احادیث کی روشنی میں:

نبی کریم ﷺ کے اچھے اخلاق، بہترین طریقوں میں سے ایک خیر و بھلائی کے کاموں میں لوگوں کی سفارش کرنا کرانا بھی ہے۔

جس طرح قرآن مجید سے سفارش ثابت ہوتا ہے اسی طرح احادیث نبوی ﷺ سے بھی سفارش ثابت ہے۔ جیسے آپ ﷺ نے حضرت مغیثؓ کے لیے ان کی بیوی بریرہؓ کی خدمت میں سفارش کی تھی اور فرمایا تھا:

''لَوْ رَاجَعْتِيهِ، فَإِنَّهُ أَبُو وَلَدِكِ''۔

ترجمہ: ''اگر تو اس سے رجوع کر لیتی (تو اچھا ہوتا)، کیونکہ وہ تیرے بچے کا باپ ہے''۔

حضرت بریرہؓ نے دریافت کیا:

''یَا رَسُولَ اللّٰه! أَتَأْمُرُنِی؟''۔

ترجمہ: ''اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا آپ مجھے اس کا حکم فرما رہے ہیں؟''۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

''إِنَّمَا أَنَا شَافِعٌ...''

ترجمہ: ''بلکہ میں سفارش کر رہا ہوں...''[9]

صاحب کشف الباری (شیخ سلیم اللہ خان صاحبؒ) اس حدیث کے تحت فرماتے ہے، کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے اگر سفارش قبول نہ کی جائے تو ناراض نہیں ہونا چاہیے، چاہے سفارش کرنے والا اعلی وارفع ہی کیوں نہ ہو، جیسے اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے، کہ حضور ﷺ کی سفارش حضرت بریرہؓ نے قبول نہیں کی۔[10]

رسول اکرم ﷺ کی اس اچھی صفت کو سلفِ صالحین نے اجر وثواب، خیر و بھلائی پر تعاون اور محتاجوں پر رحم کی خاطر اپنایا، چونکہ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

"اِشْفَعُوا تُؤْجَرُوا...''۔[11]

ترجمہ: ''سفارش کرو اجر وثواب پاؤ''۔

سفارش کے آداب:

ا: سفارش اخلاص کی بنیاد پر ہونی چاہیے:

سفارش کرنے والا اللہ کی رضا کے لیے سفارش کرے۔ سفارش سے اپنی مدح وتعریف، بڑھائی دنیاوی فائدہ مقصود نہ ہو بلکہ خالص اللہ کی رضاء مقصود ہونی چاہیے، اور نہ ہی اس کے ذریعے کسی سے اپنی بھلائی اور بدلہ درکار ہو اور نہ اس سے خیر کی توقع ہو۔

بلکہ اس سفارش پر صرف اور صرف اللہ عزوجل سے بدلہ چاہے۔

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یَاأَیُّھَا الَّذِینَ آمَنُوا لَا تُبْطِلُوا صَدَقَاتِکُمْ بِالْمَنِّ وَالْأَذَى[12]

اے ایمان والوں! اپنی خیرات کو ضائع نہ کرو احسان جتلا کر اور تکلیف دے کر۔

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ جس نیکی کے بعد احسان جتلانے یا مستحقین کو تکلیف پہنچانے کی صورت ہو جائے تو وہ نیکی نہ ہونے کے برابر ہے جس پر ثواب نہیں۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللَّهِ لَا نُرِيدُ مِنْكُمْ جَزَاءً وَلَا شُكُورًا[13]

ہم تمھیں صرف اللہ کی خوشنودی کے لیے کھلاتے ہیں، نہ تم سے بدلہ چاہتے ہیں نہ شکر گزاری۔

اس آیت کریمہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دکھلانے کے لیے کوئی نیکی کرنا(ریاکاری کرنا)اور اپنی نیکی سے شہرت چاہنا، شرک ہے جو کہ اعمال کو ضائع کر دیتا ہے۔

۲: سفارش میں تخصیص نہیں ہونی چاہیے:

سفارش کے آداب میں سے یہ بھی ہے کہ آپ کی سفارش ہر مسلمان کے لیے عام ہونی چاہیے۔ آپ جس کے بارے میں سفارش کی استطاعت رکھتے ہیں اس کے حق میں سفارش کرنی چاہیے۔ اس میں کسی قرابت داری، رشتہ داری یا کسی اور سفارش کا معاملہ یہ ہے کہ جس کے حق میں سفارش کی جائے اور وہ کمزور و محتاج آدمی ہو، اور اس سے سفارش کرنے والے کا کوئی دنیوی مفاد وابستہ نہ ہو، تو ایسی صورت میں سفارش کرنے والے کو کچھ زیادہ ہی اجر وثواب ملے گا۔

حضرت ابوامامہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"مَنْ أَحَبَّ لِلَّهِ وَأَبْغَضَ لِلَّهِ وَأَعْطَى لِلَّهِ وَمَنَعَ لِلَّهِ، فَقَدِ اسْتَكْمَلَ الإِيمَانَ"[14]

جس نے اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کی، اللہ ہی کے لیے بغض (نفرت) رکھا اور اللہ ہی کی خوشنودی کے لیے عطا (کسی کو کچھ دیا) کیا اور اللہ ہی کے رضاء کیلئے اپنا ہاتھ روکا، تو اس نے یقیناً اپنا ایمان مکمل کر لیا۔

اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ سفارش خالص اللہ ہی کی رضاء کیلئے ہونی چاہیے اس سے دنیاوی لالچ و طمع، احسان کی عرض سے نہیں ہونی چاہیے بلکہ جائز سفارش ہر اس شخص کیلئے ہونی چاہیے کو ضرورت مند اور حاجت مند ہو چاہے وہ دوست ہو دشمن ہو اسکے ساتھ جان پہچان ہو یا نہ ہو خالص اللہ کی رضاء کیلئے ہونی چاہیے، تو ایسی سفارش پر اجر کی نوید سنائی گئی ہے۔

۳: سفارشی کی نیت:

سفارش کرنے والے کے آداب میں سے یہ بھی ہے کہ وہ سفارش کرتے وقت اپنی نیت کا استحضار کرلے اور اِس عبادت کی اہمیت وعظمت کو مد نظر رکھے۔ اس کی سفارش محض ایک عادت نہ ہو کہ سفارش کرتا رہے (جیسے کہ بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے بغیر اجر وثواب کی نیت سے سفارش کرتے رہتے ہیں۔ اس سلسلے میں ان کا کوئی دھیان ہی

نہیں ہوتا ہے کہ سفارش بھی دراصل عبادت کی ایک قسم ہے جس پر اجر وثواب مرتب ہوتا ہے)؛ بلکہ وہ اپنی سفارش کو عبادت اور اللہ تعالیٰ سے قربت تسلیم کرے اور اللہ تعالیٰ سے اجر وثواب کا متمنی ہو۔ جب وہ سفارش کرتے وقت اس نکتے کو پیش نظر رکھے گا تو پھر اسے اپنی سفارش کی لذت سے آشنائی ہوگی (اور سفارش کرنے میں اسے مزہ بھی آئے گا)۔

سفارش سے نیت بھی پاک وصاف ہونی چاہیے کہ جو بھی کسی کی بھی سفارش کرتا ہے نیت خالص اللہ کی رضاء ہونی چاہیے، کیونکہ نیت کا اعمال صالحہ اور کار خیر میں اہم کردار ہے اس کا اندازہ امام بخاریؒ کی کتاب کے شروع میں لانے سے ہوتا ہے۔

جیسا کہ امام بخاریؒ نے صحیح بخاری کی ابتداء تصحیح نیت سے کی ہے:

"إِنَّمَا الأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ"[15]

یقیناً اعمال کا دار مدار نیت پر ہے۔

اس حدیث کے تحت قاضی عیاضؒ فرماتے ہے، کہ بہت سے آئمہ حدیث نے اس کو دین کا ثلث اور بعض نے ربع قرار دیا ہے۔[16]

"نية المومن خير من عمله" [17]

مومن کی نیت عمل سے بہتر ہے۔

بعض علماء نے اس کا مطلب یہ بیان فرمایا کہ انسان کئی قسم کے ہیں، ایک وہ کہ انسان نیک نیتی کرے اور عمل نہ کرے اور دوسرا وہ جو عمل تو کرتا ہے مگر نیت ٹھیک نہیں ہے، مثلاً عمل میں ریا کا شائبہ ہے یا کسی دنیوی غرض کو حاصل کرنے کے لیے نیک کام کر رہا ہے تو چوں کہ اس دوسرے شخص کی نیت ٹھیک نہیں، اس لیے اس کے عمل کا بھی کوئی ثواب نہیں، بلکہ ریا وغیرہ کا گناہ ہوگا، بخلاف اس شخص کے کہ جس نے صرف نیت کی تھی، اس کو نیت کا ثواب تو مل گیا، گو وہ عمل نہ کر سکا اور پہلے شخص کو نہ نیت کا ثواب ملا اور نہ عمل کا تو اس صورت میں نیت عمل سے بڑھ گئی، کیوں کہ بہر حال وہ نیت ثواب کا باعث ہوئی اور یہ عمل کچھ بھی نہ ہوا۔

لہذا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نیکی کی نیت پر بھی اجر ملتا ہے، اور نفس ثواب کے حصول کیلئے اجمالی نیت بھی کافی ہے۔

۴: سفارش احسان جتلانے اور تکلیف دینے کی نیت سے نہیں ہونی چاہیے:

سفارش احسان جتلانے کی نیت سے نہیں ہونی چاہیے، جو کہ تکلیف دینے اور ثواب کو ضائع کرنے کا آلہ کار ہے۔

بلکہ سفارش بغیر کسی لالچ کے اور رضامندی سے ہونی چاہیے۔ سفارشی کو اگر اس کی سفارش سے کسی مومن بندے کا فائدہ ہو جائے تو اس بات سے اسے خوشی ہونی چاہیے اور اسے دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی مطلوب ہونی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

> الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُونَ ۔۔۔ مِمَّا كَسَبُوا وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ[18]
>
> جو لوگ اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں، پھر اس کے بعد نہ تو احسان جتاتے ہیں نہ ایذا دیتے ہیں، ان کا اجر ان کے رب کے پاس ہے، ان پر نہ تو کچھ خوف ہے نہ وہ اداس ہوں گے۔ نرم بات کہنا اور معاف کر دینا اس صدقہ سے بہتر ہے جس کے بعد ایذا رسانی ہو اور اللہ تعالیٰ بے نیاز اور بردبار ہے، اے ایمان والو! اپنی خیرات کو احسان جتا کر اور ایذا پہنچا کر برباد نہ کرو۔ جس طرح وہ شخص جو اپنا مال لوگوں کے دکھاوے کے لیے خرچ کرے اور نہ اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھے نہ قیامت پر، اس کی مثال اس صاف پتھر کی طرح ہے جس پر تھوڑی سی مٹی ہو پھر اس پر زوردار مینہ برسے اور وہ اسے بالکل صاف اور سخت چھوڑ دے، ان ریاکاروں کو اپنی کمائی میں سے کوئی چیز ہاتھ نہیں لگتی اور اللہ تعالیٰ کافروں کی قوم کو سیدھی راہ نہیں دکھاتا۔

حدیث میں بھی رسولِ اکرم ﷺ نے سختی کے ساتھ احسان جتلانے سے منع فرمایا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

> "ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيهِمْ، وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ... وَذَكَرَ مِنْهُمْ... الْمَنَّانَ"۔[19]
>
> "اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تین قسم کے آدمیوں سے بات نہیں کرے گا، نہ ان کی طرف دیکھے گا اور نہ ہی انھیں پاک کرے گا، اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔۔۔ ان میں ایک۔۔۔ احسان جتلانے والا بھی ہے۔"

یعنی بغیر احسان جتلائے اور بغیر تکلیف دیے خرچ کرو، کیونکہ احسان جتلانے والے کے صدقے کا کوئی فائدہ نہیں۔

۵: سفارش حدود اللہ میں نہیں ہونی چاہیے:

شرعی حدود میں سفارش کرنے سے نبی کریم ﷺ نے ممانعت فرمائی ہے۔ جیسا کہ رسول اکرم ﷺ کے چہیتے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے قبیلہ مخزوم کی ایک خاتون کے بارے میں آپ ﷺ سے سفارش کی جس نے چوری کا ارتکاب

کیا تھا، تو آپ ﷺ کو غصہ آگیا اور ارشاد فرمایا:

"أَتَشْفَعُ فِي حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللَّهِ؟."

اسامہ! تم اللہ کی حدود میں سفارش کرنے آئے ہو؟

پھر آپ نے لوگوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

"يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّمَا ضَلَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ أَنَّهُمْ كَانُوا إِذَا سَرَقَ الشَّرِيفُ تَرَكُوهُ وَإِذَا سَرَقَ الضَّعِيفُ فِيهِمْ أَقَامُوا عَلَيْهِ الحَدَّ، وَايْمُ اللَّهِ! لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَبِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعَ مُحَمَّدٌ يَدَهَا"[20]

اے لوگو! تم سے پہلے قومیں اسی لیے ہلاک ہوئیں کہ ان میں سے جب کوئی معزز آدمی چوری کا ارتکاب کرتا تو اس کو چھوڑ دیتے اور جب کوئی معمولی آدمی چوری کرتا تو اس پر حد جاری کرتے، اللہ کی قسم! اگر محمد کی صاحبزادی فاطمہ بھی چوری کرے گی تو محمد اس کا بھی ہاتھ کاٹ ڈالے گا۔

حضرت عبداللہ بن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

"مَنْ حَالَتْ شَفَاعَتُه دُونَ حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ فَقَدْ ضَادَّ اللَّهَ فِي أَمْرِهِ"[21]

جس کسی کی شفاعت اللہ عزوجل کی حدود میں حائل ہو گئی، تو گو اس نے اللہ تعالیٰ کے حکم میں مخالفت کی۔

۶: سفارشی اپنی سفارش پر رشوت یا تحفہ قبول نہیں کرنا چاہیے:

آج کل زمانہ بہت تیزی کے ساتھ ترقی کر رہا ہے اور آئے دن نت نئے ایجادات سامنے آرہی ہیں، ایسے ترقی یافتہ دور میں رشوت کی کوئی خاص شکل وصورت متعین نہیں ہے، اور اب صرف پیسوں کے لین دین کا نام رشوت نہیں ہے؛ بلکہ وقت کے ساتھ ساتھ رشوت کی شکلیں بھی مختلف ہوتی رہتی ہیں، اگر کوئی عام آدمی کسی کلرک کو رشوت دیتا ہے تو وہ چند پیسوں کی شکل میں ہوتا ہے، لیکن اگر یہی رشوت کوئی خاص شخص کسی بڑے عہدہ دار، مثلاً کسی بڑے صاحب منصب کو دیتا ہے تو وہ کبھی بنگلہ، موٹر کار یا کسی بیرون ملک کے سیاحتی ٹکٹ وغیرہ کی شکل میں ہوتا ہے، جسے وہ ہدیہ یا نذرانہ کا خوبصورت نام دے دیتا ہے؛ لیکن در حقیقت وہ رشوت کی ترقی یافتہ شکل ہوتی ہے؛ اس لئے صرف پیسوں یعنی (نوٹوں) کے لین دین کو ہی

رشوت نہیں کہہ سکتے،اس کے علاوہ بھی ہر وہ شے جو جائز یا ناجائز مقاصد کو حاصل کرنے کیلئے کسی اہل منصب کو کچھ دینا رشوت ہی ہو گی۔

ورلڈ بینک کی رپورٹ کے مطابق نوکرشاہی کا ۷۰ فیصد حصہ رشوت لینے میں ملوث ہے۔[22]

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَا اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ[23]

اور ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھایا کرو، نہ حاکموں کو رشوت پہنچا کر کسی کا کچھ مال ظلم و ستم سے اپنا کرلیا کرو، حالانکہ تم جانتے ہو۔

اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے رشوت سے بڑی سختی سے منع فرمادیا ہے۔

رشوت کی تعریف: مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے معارف القرآن میں ان الفاظ میں کی ہے، "جس کام کا معاوضہ لینا شرعادرست نہ ہو،اس کا معاوضہ وصول کیا جائے۔ مثلاً ایک کام کسی شخص کے فرائض میں داخل ہوں اور اسے اس کام کی انجام دہی پر سرکاری طور پر معاوضہ اور تنخواہ ملتی ہو،ایسا کام کرنے پر وہ صاحب ضرورت شخص سے کوئی معاوضہ وصول کرے۔[24]

جیسا کہ حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے۔

"لعن رسول للهﷺالراشي والمر تشي والرائش يعني الذى يمشي بينهما"

حضرت امامہؓ رسول اکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں:

"مَنْ شَفَعَ لِأَخِيهِ بِشَفَاعَةٍ، فَأَهْدَى لَهُ هَدِيَّةً عَلَيْهَا فَقَبِلَهَا، فَقَدْ أَتَى بَابًا عَظِيمًا مِنْ أَبْوَابِ الرِّبَا"[25]

جس نے اپنے (مسلمان) بھائی کے لیے سفارش کی،اور جس کی سفارش کی گئی اس نے سفارشی کو اس کی سفارش پر ہدیہ دیا، تو یقیناً وہ سود کے دروازوں میں سے ایک دروازے پر آیا (یعنی سود کے گناہوں میں سے ایک گناہ کاارتکاب کیا)۔

7: سفارش پر اجرت و تحفہ لینا:

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"لعن رسول الله الراشي والمرتشي"□□

آپ ﷺ نے رشوت لینے والے اور رشوت دینے والے پر لعنت فرمائی۔

دوسری جگہ حضور ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:

"کل لحم نسبت بالسحت فالنار اولی به"

جس گوشت نے سحت (حرام) سے پرورش پائی، آگ اس کیلئے زیادہ مناسب ہے۔ پوچھا گیا: سحت کیا ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا:

"الرشوة في الحكم "□□

فیصلے صادر کرنے میں رشوت وصول کرنا۔

اسی طرح دوسری جگہ حضور ﷺ کا ارشاد مبارک ہے۔

ابو امامہؓ روایت کرتے ہے، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص کسی حاکم کا امیر سے سفارش کرے اور پھر اس حاکم کو ہدیہ بھیجے اور وہ اس ہدیہ کو قبول کرے تو اس کا یہ فعل ایسا ہے گویا کہ وہ سود کے بڑے دروازے میں داخل ہو گیا۔[28]

8: سفارش پر ہدیہ و تحائف وصول کرنا:

حضور ﷺ کی تلقین ہمیشہ حق کی طرف تھی، اور حضور ﷺ صحابہ کرامؓ کو ناجائز کاموں سے منع بھی فرماتے جیسے کہ حضرت معاذؓ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہے، کہ نبی کریم ﷺ مجھے یمن روانہ کرتے ارشاد فرمایا:

"لاتصيبن شيئابغيراذن فانه غلول"[29]

تم میری اجازت کے بغیر کوئی بھی چیز ہر گز مت لینا کہ وہ مال حرام (خیانت) ہے۔

دوسری جگہ ارشاد مبارک ہے:

"لياتين علي الناس زمان لايبالي المرلما اخذ المال امن حلال ام حرام"[30]

لوگوں پر ایسا وقت آئے گا کوئی شخص پرواہ نہیں کرے گا، کہ اس نے حرام سے مال لیا ہے یا حلال سے۔

اسی طرح حضرت عمرؓ نے اپنے عاملوں کو حکم جاری کیا تھا کہ:

" لَا تَقْبَلُوا الْهَدْيَ , فَإِنَّهَا رِشْوَةٌ " [31]

لغت میں تحفہ یا ہبہ، Gift: کسی ایسی چیز دینے کا نام ہے۔ جو مر ہوب لہ کیلئے نفع بخش ہو، قطع نظر اس سے کہ وہ مال ہو یا اس کے علاوہ کوئی اور چیز۔

جیسا کہ حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ جو شخص کسی حاکم یا امیر سے کسی کی سفارش کرے پھر اس ہدیہ بھیجے اور اس ہدیہ کو قبول کرے تو اس کا یہ فعل ایسا ہے، گویا سود کے ایک بڑے دروازہ میں داخل ہوا۔[32]

طبقات ابن سعد میں سفارش پر ہدیہ لین کے متعلق فرمایا گیا ہے ہے کہ: ابوالضحیٰ کہتے ہیں کہ مسروق نے کسی آدمی کی سفارش کی اور وہ کام ہونے کے بعد اس نے باندھی ہدیہ کردی، آپ نے غصہ مین فرمایا اگر مجھے معلوم ہوتا تو میں کبھی سفارش نہ کرتا اور آئندہ بھی نہیں کروں گا، اس نے کہا کہ میں نے عبداللہ ابن عباسؓ سے سنا ہے کہ کسی کے حق کیلئے یا ظلم دور کرنے کیلئے سفارش کریں اور ہدیہ دیا جائے اور وہ قبول کریں تو اس کا کھانا ناپسندیدہ ہے لوگوں نے عرج کیا ہم تو ناجائز سفارش یعنی کسی کا حق مارنا یا ناحق فیصلہ کرنے پر کچھ لینے کو ناپسند فرماتے ہیں فرمایا وہ تو کفر ہے۔[33]

9: سفارشی کو چاہیے کہ وہ سچائی کو ملحوظ خاطر رکھے:

سفارشی کو چاہیے کہ سفارش کے بارے میں وہی بات کہے جو اس کے اندر موجود ہوں۔

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يٰٓاَيُّها الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا الله وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ۔[34]

اے مومنوں! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

رسول اکرم ﷺ نے بھی ہمیں سچ بولنے کی تلقین کی ہے، اور جھوٹ بولنے سے ڈرایا ہے۔

جیسا کہ فرمان نبوی ﷺ ہے۔

"إِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِي إِلَى البِرِّ، وَإِنَّ البِرَّ يَهْدِي إِلَى الجَنَّةِ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَصْدُقُ حَتَّى يَكُونَ صِدِّيقًا. وَإِنَّ الكَذِبَ يَهْدِي إِلَى الفُجُورِ، وَإِنَّ الفُجُورَ يَهْدِي إِلَى النَّارِ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَكْذِبُ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللَّهِ كَذَّابًا"[35]

بے شک سچ نیکی کی طرف لے جاتا ہے، اور نیکی جنت کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔ آدمی ہمیشہ سچ بولتا ہے اور سچائی کی تلاش میں رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کر نزدیک وہ سچا لکھ دیا جاتا ہے، اور تم جھوٹ سے بچو، کیونکہ جھوٹ گناہ کی طرف لے جاتا ہے اور گناہ جہنم کی طرف رہنمائی کرتا ہے، بندہ ہمیشہ جھوٹ بولتا رہتا ہے اور جھوٹ ہی اس کا مقصد ہی ہوتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔

۱۰: سفارشی کو چاہیے کہ تحقیق سے کام لیں:

سفارشی کو چاہیے، کہ سفارش کرنے والے کی خوب تحقیق کر لیا کریں، کہ یہ واقعی اس کام اہل ہے، اور واقعی ضرورت مند بھی ہے، اور یہ فیصلہ جو صادر ہونے والا ہے۔ وہ اسی کے حق میں بہتر بھی ہے۔ لہذا ضروری ہے، کہ جس کے حق میں سفارش کا قلم اٹھارہا ہے، تحقیق و تفتیش کرے۔ کہی ایسا نہ ہو کہ وہ جس کی خدمت میں سفارش کر رہا ہے، اس کو سفارش چاہنے والے کی حقیقت معلوم ہو جائے اور پھر سفارش اس کے نزدیک ایک قسم شخصیت بن جائے نیز یہ بھی خطرہ ہے، کہ سفارشی اپنے پاس سفارش کی غرض سے آنے والوں کی انکوائری نہ کرنے کی بناپر اپنے حق ہونے کے باوجود محسنین کے دربار میں ایک مختلف فیہ شخصیت کے نام سے مشہور ہو جائے۔ کیونکہ سفارش شہادت اور گواہی ہے، اس لئے سفارشی کو چاہیے کہ تحقیق سے کام لے اندھی تقلید نہ کریں، اللہ رب نے بھی قرآن مجید میں تحقیق کا حکم دیا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا[36]

مفسرین نے اس آیت کے فَتَبَيَّنُوا کے معنی فتحققوا سے کیا ہیں،

یہ حکم عام ہے ہر بات میں تحقیق کرنی چاہیے۔

۱۰: سفارشی اپنی سفارش کے عدم قبولیت سے رنجیدہ نہ ہو:

سفارشی اپنی سفارش کے عدم قبولیت پر رنجیدہ و کبیدہ خاطر نہیں ہونا چاہیے، کیونکہ اپ کی سفارش کرنا تو اجر کی نیت اور ہمدردی کی نیت سے ہونی چاہیے، اگر قبول کر لیں، تو بھی اجر اور اگر نہ کریں تو بھی اجر ہے۔ حالانکہ یہ ایک ایسا معاملہ ہے، جس میں اقرار اور انکار دونوں پہلو رہتے ہیں، جو کہ فطری عمل ہیں۔

اگر بالفرض والتقدیر ایسا موقع آجائے کہ سفارش رد کر دی جائیں تو محض صبر سے کام لینا چاہیے، کیونکہ دنیا میں ایسا ممکن نہیں کہ انسان کو ہر وہ چیز مل جائے جس کی وہ خواہش کریں، کیونکہ سفارش ایک مشورہ ہے جیسا کہ حضور ﷺ کا فرمان عالی شان ہے۔

"المستشار مؤتمن" [37]

جس شخص سے مشورہ لیا جائے وہ امانت دار ہے۔

آپ کا کام صرف مشورہ دینا ہے سفارش میں بندہ اس بات کا پابند نہیں کہ آپ کے مشورہ کو ضرور قبول کرے گا اس کو رد کرنے کا اختیار حاصل ہے، کیونکہ یہ مشورہ ہے اور مشورہ کے معنی توجہ دلانا ہے جیسا کہ اس واقع سے معلوم

ہوتا ہے، جب حضرت مغیثؓ کے بارے میں حضور ﷺ نے سفارش ان کی بیوی حضرت بریرہؓ سے کی تھی جبکہ انہوں نے ماننے سے انکار کر دیا تھا۔

حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت بریرہ ؓ کو جب غلامی سے آزادی ملی تو انھیں رسول اکرم ﷺ نے اختیار دیا کہ اگر وہ اپنے شوہر (جو کہ غلام تھے) کے ساتھ رہنا چاہیں تو رہیں اور اگر اپنے شوہر سے علیحدگی اختیار کرنا چاہیں تو (شرعی طور پر) کر سکتی ہیں۔ چنانچہ حضرت بریرہ ؓ نے جدائی اختیار کر لی۔ حضرت مغیثؓ کو چونکہ اپنی بیوی بریرہؓ سے بے حد محبت تھی۔ انہوں نے رونا شروع کر دیا۔ (بعض روایات میں آتا ہے کہ حضرت مغیث ؓ اپنی بیوی کے پیچھے پیچھے روتے پھرتے تھے اور آنسواُن کی داڑھی پر ٹپکتے تھے۔ ان کی خواہش تھی کہ ان کی بیوی ان سے جدائی اختیار نہ کریں)۔ یہ دیکھ کر رسول اکرم ﷺ کا دل پسیج گیا اور حضرت بریرہؓ سے ارشاد فرمایا:

"لَوْ رَاجَعْتِه"

اگر تو اس سے رجوع کر لیتی (تو اچھا ہوتا)۔

حضرت بریرہؓ نے دریافت کیا:

"تَأْمُرُنِي؟"۔

آپ مجھے اس کا حکم فرما رہے ہیں؟۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"إِنَّمَا أَنَا شَافِعٌ"

بلکہ میں سفارش کر رہا ہو۔

حضرت بریرہ ؓ گویا ہوئیں:

"فَلَا حَاجَةَ لِي فِيه"۔

پھر مجھے اس میں کوئی حاجت نہیں ہے۔[38]

رسول اکرم ﷺ نے خیر و بھلائی کے کاموں میں سفارش کیا کرتے تھے اور سفارش پر لوگوں کو ابھارتے بھی تھے۔

"اِشْفَعُوا تُؤْجَرُوا..."-

سفارش کرو اور اجر و ثواب پاؤ...[39]

نیز رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

"إِنَّ الرَّجُلَ لَيَسْأَلُنِي الشَّيْءَ فَأَمْنَعه حَتَّى تَشْفَعُوا فِيهِ فَتُؤْجَرُوا"۔[40]

کوئی آدمی مجھ سے کسی چیز کا سوال کرتا ہے تو میں اسے دینے سے رک جاتا ہوں؛ تاکہ تم لوگ اس کی سفارش کرو اور اجر پاؤ۔

سفارشی کو چاہیے کہ وہ سفارش کے معاملے میں اپنا قدم پیچھے نہ ہونے دے اور بھلائی کے کاموں سے روکنے والوں کی سازش کا شکار نہ ہو۔ کیونکہ بدخواہ لوگوں کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ اہلِ خیر کو بھلائی کے کاموں سے روک دیں۔ بعض محبِ خیر کو دیکھا گیا ہے کہ وہ اس قسم کے لوگوں کے مشورے سے اس کارِ خیر سے باز آجاتے ہیں۔ دراصل اس ذہنیت کے لوگ نہیں چاہتے کہ مسلمان ایک دوسرے کا تعاون کر کے باہم نفع حاصل کریں۔ وہ یہ کام یا تو حسد کی بنیاد پر کرتے ہیں، یا اپنی جہالت و نادانی کی بنیاد پر، یا اس کارِ خیر (سفارش) پر مرتب ہونے والے ثواب سے عدمِ جانکاری کی بنا پر۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَاصْبِرْ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَلَا يَسْتَخِفَّنَّكَ الَّذِينَ لَا يُوقِنُونَ[41]

پس آپ صبر کریں، یقیناً اللہ کا وعدہ سچا ہے۔ آپ کو وہ لوگ ہلکا (بے صبرا) نہ کریں جو یقین نہیں رکھتے۔

سفارش کے آداب میں یہ بھی ہے کہ سفارش اپنے وقار اور عزت و مرتبہ کی عرض سے درست نہیں، بعض لوگ عدمِ قبولیت پر ناراض ہو جاتے ہیں یہ اچھی بات نہیں سفارش تو ایک مشورہ ہے۔ اگر قبول کریں تو اچھی بات اگر نہ کریں تو خاموش ہو جاؤ کیونکہ سفارش ایک مسنون امر ہے اس ناراضگی بہتر نہیں۔[42]

۱۱: سفارش کا مقصد صرف توجہ دلانا ہے، دباؤ ڈالنا نہیں:

یہ اہم بات ہے اور سفارش کے آداب میں اہم فالاہم اور ضروری ہے، کہ سفارش کا مقصد صرف توجہ دلانا ہوتا ہے، دباؤ اور پریشر ڈالنا نہیں ہوتا جیسے یہ کام ضرور بالاضرور کروگے، کیونکہ ہر انسان کا اپنا پلان اور اس کے کچھ اصول، قواعد و ضوابط ہوتے ہیں، ہر آدمی اپنے اصولوں پر کام کرنا پسند کرتا ہے، لیکن آپ سفارش کے ساتھ اس پر دباؤ بھی ڈال کر کام کرواؤ گے تو یہ سفارش نہیں بلکہ زبردستی اور حکم ہے، یا ایسے آدمی کی سفارش لے کر جائینگے جس کو انکار نہ کر سکے گا، تو دباؤ اور شخصیت کا وزن ڈالا جارہا ہے اور سفارش کا مطلب تو مشورہ ہوتا ہے اور مشورہ ضروری نہیں کہ اس پر عمل بھی کیا جائے بعض لوگ پہلے سے کہتے ہیں کہ ایک کام ہے، لیکن پہلے سے بتادوں کہ انکار تو نہیں کروگے، لہذا یہ وعدہ ہوا اور اگر یہ کام اسلام اور اس کے طبیعت کے خلاف تھا تو! لہذا یہ سفارش نہیں بلکہ یہ دباؤ ڈالنا اور حکم ہے۔ جو جائز نہیں۔[43]

۱۲: سفارش کرنے میں شرم وحیا نہیں کرنی چاہیے:

بے شک شرم و حیاءایک قابل تعریف شئ ہے،اس کو اپنے شان اور وقار کے خلاف نہیں سمجھنا چاہیے، لیکن سفارش موقع بر محل ہونا چاہیے یہ حیاءاور ایمان کے خلاف نہیں اگر ایسا کہا جائے کہ حیاءاور ایمان لازم وملزوم ہے، جیسا کہ حضور ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:

"فَإِنَّ الْحَيَاءَ مِنَ الْإِيمَانِ"[44]

حیاء بھی ایمان ہی کا ایک حصہ ہے۔

حضور ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:

"الحياء لا يأتي إلا بخير "[45]

شرم وحیاء خیر و بھلائی ہی لاتی ہے۔

"الْإِيمَانُ بِضْعٌ وَسَبْعُونَ أَوْ بِضْعٌ وَسِتُّونَ شُعْبَةً وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنْ الْإِيمَانِ" [46]

ایمان کے ساٹھ سے زیادہ درجات ہیں،اور شرم وحیا ایمان کا ایک درجہ ہے۔

اس سے مراد ہر اچھے کام کرنے اور بُرے کام سے گریز کرنے سے نصیب ہوتی ہے، بعض لوگ جاء ومنصب والے حضرات سے سفارش کرنے سے شرماتے ہیں، جس کے سبب وہ خود بھی اور دوسرے لوگ بھی خیر کثیر سے محروم رہ جاتے ہیں،چونکہ سفارش میں اتنا بڑا اجر وثواب ہے، جس کا اندازہ ماسوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کو بھی معلوم نہیں نیز بھلائی کے کاموں میں سفارش کرنا ان اعمالِ صالحہ میں سے ہے جو اللہ تعالیٰ کو محبوب ہیں۔ اور ان کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کی خوشبوئیں حاصل کی جا سکتی ہیں۔ جن کے حصول کے بعد انسان سعادت وکامرانی پالیتا ہے اور اس کے بعد کبھی اسے شقاوت وناکامی نہیں ملتی۔

الغرض: سفارش کرنے والے کے لیے یہ کوئی اچھی بات نہیں ہے کہ وہ بھلے کاموں میں سفارش سے پس وپیش کرے اور اپنے دل میں کوئی تنگی محسوس کرے۔ کیونکہ سفارشی کا درجہ اتنا عظیم ہے کہ وہ جس کے پاس سفارش کرتا ہے اس کے نزدیک اللہ تعالیٰ کے بعد اسی کو ترجیح حاصل ہوتی ہے۔ کیونکہ دراصل اسی نے سفارش چاہنے والے کے لیے خیر و بھلائی کا دروازہ کھولا ہے اور اس کی رہنمائی کی ہے۔

۱۳: قرض معافی کیلئے سفارش کرنا:

قرض معافی کی سفارش کسی سے نہیں کرنی چاہیے، کیونکہ یہ قرض خوان کا حق ہے، اور سفارش سے قرض معاف نہیں ہوتا جیساکہ ابی ابن کعب بن مالکؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت معاذ بن جبلؓ حسین و جمیل جوان تھے اور سخی آدمی تھے، جو مانگتے عطا کرتے لیکن وہ اس قدر مقروض ہوئے کہ دیوالیہ ہوگئے، اور رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا، کہ قرض خواہوں سے معذرت کریں، آپ ﷺ نے بات چیت (سفارش) کی لیکن انہوں نے اس میں کچھ کمی نہ کی، اگر کسی کی سفارش پر قرض معاف ہوتا تو رسول اللہ ﷺ کی سفارش سے حضرت معاذؓ کا قرض ضرور معاف ہوتا۔[47]

لہٰذا اس سے معلوم ہوا کہ قرض معافی میں سفارش نہیں ہونی چاہیے یہ سفارش کے آداب کے خلاف ہے۔ اور اس میں دونوں طرف کی رعایت کرنی چاہیے، ایک طرف اس کو جائز حدود میں رہتے ہوئے حاجت مند کی مدد بھی مقصود ہے اور اس کی بھی رعایت کرنی چاہیے جس کے پاس سفارش کی گئی ہے، اس پر بھی بوجھ نہیں ڈالنا چاہیے لہٰذا قرض معاف کرنے میں سفارش بطور مشورہ تو کر سکتے ہے لیکن تاکیداً نہیں اور توسیع وقت کیلئے سفارش کر سکتے ہیں۔

سفارش کے بارے میں حضرت حکیم الامت (اشرف علی تھانویؒ) کا فرمان:

> سفارش اس طرح نہ کراؤ جس سے آدمی مغلوب ہو جائے، جس سے دباو پڑے، یہ سفارش جائز نہیں کیوں کہ سفارش کی حقیقت "توجہ دلانا" ہے جیسے کہ "میں آپ کو متوجہ کرتا ہوں میرے نزدیک یہ شخص حاجت مند ہے اور اچھا مصرف ہے اگر آپ کچھ خرچ کریں ان شاءاللہ اجر وثواب ملے گا یہ نہیں کہنا کہ یہ کام ضرور کروں، اگر نہیں کروں گے تو میں ناراض ہو جاوں گا، لھذا یہ سفارش نہیں ہے، بلکہ دباؤ اور حکم ہے۔[48]

سفارش میں زور ڈال کر اپنے کام کیلئے دوسروں کو مجبور کرتے ہیں اگر سفارش اس طریقہ سے ہو کہ دوسرے پر بار نہ ہو اس کی آزادی میں خلل نہ پڑے تو جائز بلکہ سنت ہے۔[49]

دلیل اس کی حضرت بریرۃؓ اور مغیثؓ کا واقعہ اور حضور ﷺ کی سفارش جس سے حضور ﷺ نے مجبور بھی نہیں کیا اور دباؤ بھی نہیں ڈالا اور حضور ﷺ کی سفارش قبول نہ کرنے پر حضور ﷺ نے بُرا بھی نہیں مانا۔

لہٰذا تمام مذکورہ بالا آداب کو مد نظر رکھ کر سفارش کرنا، کرانا اور قبول کرنا صحیح ہوگا اس کے برخلاف سفارشیں کرنا کرانا اور قبول کرنا شریعت اسلامیہ کی روشنی میں سفارش کے آداب کے خلاف ہے، جیسے دباؤ ڈالنا، بلا تحقیق کئے سفارش

کرنا کرانا، قرض معافی کیلئے سفارش کرنا، یا سفارش پر تحفہ تحائف وصول کرنا یا اور کوئی مالی منفعت لینا سفارش کے آداب کے خلاف ہے، اور یہ باعث اجر وثواب بھی نہیں۔ الامان والحفیظ۔

حواشی وحوالہ جات

1 : دہلوی،سید احمد،فرہنگ آصفیہ، لاہور ،اردو سائنس بورڈ، س،ن، ج 3،ص79، Dehlawi, Syed Ahmād, Fārhāng Asifiā, Vol. 3, p. 79.

2 : فیروزالدین،مولوی،فیروزاللغات،لاہور،فیروز سنز پرائیویٹ لیمٹڈ، س،ن،ص:835,892

Fāroz Uddin, Molvi, Feroz ul lughāt, Lāhore, pp. 835. 892.

3 :(امیر)

Ameer,

4 : المصلح،خالد بن عبد الله بن محمد،شرح لمعة الاعتقاد، مصدر الكتاب : دروس صوتية قام بتفريغها موقع الشبكة الإسلامية، http://www.islāmweb.net،[الكتاب مرقم آليا،ورقم الجزءھورقم الدرس- 19،ص3

Almuslih, Khlid Bin Abdullāh Bin Muhāmmād, Shāhā Lāmā Tul Eteqād, Musdār Ul Kitāb, Alshābā Tul Islāmiā, Rāqm ul Dārs.19. p. 3.

5 : ابن خزيمة ،محمد حسن عبد الغفار،شرح كتاب التوحيد ، مصدر الكتاب: دروس صوتية قام بتفريغها موقع الشبكة الإسلامية،ج2ص24(http://www.islāmweb.net)

Ibn e Huzimā, Muhāmmād Hāssān Abdul Gāfār, Shārhā Kitāb Ul Tāwheed, Shāhā Kitāb U Tāwheed Alshābā Tul Islāmiā, Vol. 2. p. 24.

7 :سعیدی،غلام رسول،شرح صحیح مسلم،لاہور،فرید بک سٹال،2006،ج3،ص39،

Sāeedi, Gulām Rāsool, Shārh e Muslim, Lāhore, Fārid Book Stāl, Vol. 3. p. 39. 2006.

8 :سورۃالنساء 4: 85

Surāh Al-Nisā: 85

9 : بخاری، محمد بن إسماعيل أبو عبدالله الجعفی، صحيح البخاری، باب شفاعة النبی ﷺ فی زوج بريرة دار طوق النجاة 1422ھ، ج8، ص8، رقم: 5283

Al-Bukhāri, Hādith No: 5283

10 : سلیم اللہ خان، شیخ، کشف الباری، شرح صحیح بخاری، باب، شفاعة النبی ﷺ فی زوج بريرة، کراچی، ادارۃ الفاروق، کتاب الطلاق، 2017، ص 488

Sāleem UL Khān, Kāshf ul Bāri, Shārhā Al- Bukhāri, Kārāchi, Adirā tul Fārooq, Kitāb ul Tālāq, p. 488. 2017

11 :صحیح بخاری،ج2،رقم:1432

Al- Bukhāri, Hādith No:1432

12 :سورۃالبقرہ2:264

Surāh Al-Bāqārā: 264

13: سورۃالدھر76:9

Surāh Al-Dāher:9

14: سنن أبی داود، رقم:4681

Sunnān e Abi Dawood Hādith No: 4681

15: صحیح بخاری، رقم:1

Al-Bukhāri, hādith No:1

16: مدنی، محمد یوسف، تحفۃالقاری بحل مافی صحیح البخاری، کراچی، مکتبۃالشیخ، س،ن، ج1، ص96

Mādni, Muhāmmād yousāf, Tuhfāt ul Qāri, Kārāchi, Māktbā ul Shekh, Vol. 1. P.96

17: ایضاً، ج ا، ص96

Ibid, Vol. 1. P. 96

18: سورۃ لبقرۃ2: 262،264

Surrāh Al-Bākārāh: 262- 264

19 صحیح مسلم، کتاب الایمان، رقم:106

Sākhih Muslām Hādith No: 106

20: صحیح بخاری، رقم:6788

Al-Bukhāri, hādith No: 6788

21: الشیبانی، احمد بن حنبل، ابو عبداللہ، مسند احمد بن حنبل، بیروت عالم الکتب، 1998، رقم:387

Al Shāaibāni Māsnād e Ahmād Bin Hāmbul Hādith No: 387

22: روزنامہ جنگ کراچی، 24دسمبر1999

Dāily Jāng Kārāchi 24 Dec, 1999

23: سورۃالبقرہ2: 188

Surrāh Al-Bākārāh: 188

24: شفیع، محمد، مفتی اعظم، معارف القرآن، کراچی، ادارۃالمعارف، ص151،153، 2010

Shāfi Muhāmmād Mufty Azām, Mārāf ul Qurān, Kārāchi, Idārātul Mārāf, p. 151. 153. 2010

25: سنن أبی داود،، رقم:3541

Sunnān e Abi Dawood Hādith No: 3541

26: سنن أبی داود،، رقم:3541

Sunnān e Abi Dawood Hādith No: 3541

27 : القرطبی، أبو عبد الله محمد بن أحمد بن أبي بكر ،(المتوفى: 671ھ)،الجامع لأحكام القرآن ، تفسير القرطبي، بیروت،دار الحیاءالتراث العربی ، 1964،ج6،ص183،

Al jāme Ul Ahkām Ul Qurān Tāfseer e Qurtābi, Vol, 6. P. 183

28 :سنن أبي داود، کتاب البیوع، رقم:3541

Sunnān e Abi Dawood Hādith No: 3541

29 : الترمذي، محمد بن عيسى أبو عيسى السلمي، الجامع الصحيح سنن الترمذي، بیروت،دار الغرب الإسلامی، ابواب الاحكام ،باب ماجاني هدايا الامرا، رقم:1335

Al Tārmizi, Muhāmmd Bin Esā, Sunān e Tārmizi, Berot, Hadith No: 1335

30 : صحیح بخاری رقم:2083

Al-Bukhāri, Hādith No: 2083

31 :السنن الکبری للبیھقی، کتاب ادب القاضی باب لایقبل منہ ہدیہ، ج10، رقم:20476

Al-Sunān ul Kubrā lil Bāihāqi, Hādith No:20476

32 :الرویانی، أبو بکر محمد بن ہارون، رقم:1328، القاھرۃ، مؤسسۃ قرطبۃ، 1416ھ، 289، ج2

Al-Royāni, Āubākār Muhāmmād Bin Hāroon, Muāsisā Qurtbiā, Hādith No:1328

33 :البصری، ابوعبداللہ محمد بن سعد، طبقات ابن سعد، دارالاشاعت، کراچی، 2003، ج3، ص494

Al-Bāsri, Abu Muhāmmād Bin sāād, Tābqāt Abn e sāād, Dār ul Ishāāt, Kārāchi, Vol. 3. P. 494

34 :سورۃالتوبہ9: 119

Al-Tobā: 119

35 : صحیح البخاری، دار طوق النجاۃ، 1422ه، ج8، رقم:6094

Al-Bukhāri, hādith No: 6094

36 : صحیح البخاری، دار طوق النجاۃ، 1422ه، ج8، رقم:6094

Al-Bukhāri, hādith No: 6094

37 : ابوداؤد، سلیمان بن الاشعث السجستانی الازدی، سنن أبي داود، دار لفکر، باب فی المشورۃ، رقم: 5128

Sunāne Abi Dāwood, dār Ul Fiqer, Hādith No: 5128

38 : صحیح البخاری، باب شفاعۃ النبی ﷺ فی زوج، رقم:5283

Al-Bukhāri, hādith No: 5383

39 : صحیح البخاری، باب التحریض علی الصدقۃ والشفاعۃ فیھا، ج2، رقم:1432

Al-Bukhāri, hādith No: 1432

40 :النسائی، أحمد بن شعیب أبو عبدالرحمن، سنن النسائی الکبری، بیروت، دارالکتب العلمیۃ، باب الشفاعۃ فی الصدقۃ 1991، رقم:2338

Al Nisāi, Ahmād Bin Shoaib Abu Abdurāhman, Sunan e Nisāi Al kubrā, Berot, Hādith No:2338

41 :سورۃ الروم 60:30

Al-Room: 60

42 : قاسمی، ارشاد احمد، مولانا، مفتی، شمائل کبری، کراچی، زمزم پبلشرز، 2010، ج2، ص، 446

Qāsmi, Irshād Ahmād, Molānā,Mufty, Shāmāil e Kubrā, Kārāchi, Zām Zām Pāblisher, Vol.2, p. 446, 2010

43 :عثمانی، محمد تقی، مفتی، اصلاحی خطبات، کراچی، میمن اسلامی پبلشرز، 1993، ج1، ص 100,99

Usmāni, Muhāmmād Tāqi, Mufty, Islāhi Khutubāt, Kārāchi, Māmān Islāmi Publāsher, Vol.1, pp. 99-100, 1993

44 : صحیح بخاری، کتاب الایمان: ج۱، رقم:24

Al-Bukhāri, hādith No: 24

45 : صحیح بخاری، باب الحیاء، رقم:5766

Al-Bukhāri, hādith No: 5766

46 : صحیح بخاری، باب بیان عدد شعب الایمان وافضلھا، رقم:35

Al-Bukhāri, hādith No: 35

47 :ابن کثیر، عمادالدین، ابوالفدا اسماعیل، تفسیر ابن کثیر، مترجم، ابو طلحہ محمد اصغر مغل، کراچی، دارالاشاعت، 2008،

Ibn e Kāseer, Imād ud din, Abu ul Fidā, Tāfseer ibn e kāseer, Kārāchi, dār ul ishāt, 2008

48 :ابوحذیفہ، محمد اسحاق، ملتانی ارشادات اکابر، ادارہ اشاعت دینیات (پرائیوٹ) لمیٹڈ، ص 19، 2006،

Abu Huzāifa, Muhāmmād Ishāq, Multāni Irshadat e Akābar, Idārā Ishāt e Dinyāt p. 19, 2006

49 : ایضاً: ص 165

Ibid, P. 165